

شعر میں بخودی کے لفظ سے جو دقیق معنی پیدا کیے ہیں، وہ مرزا غالب ہی کا حصہ ہے۔

۹۔ لغات۔ دل پذیر : دل میں سما جانے والا۔ دل میں اتر جانے والا۔
 شرح : میں عقل و دانش اور بصیرت و ادراک کو دل میں اتر جانے والی چیز سمجھتا ہوں۔ یہ ایسی متاع ہے، جس کے حسن و خوبی اور فضیلت میں کلام کی گنجائش نہیں۔ اپنے آپ پر قیاس کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا بھر کے لوگوں کی یہی کیفیت ہے، لیکن یہ میری غلط فہمی ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اہل دنیا کے نزدیک یہ چیزیں کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتیں اور میرے لیے ساری دنیا کو اپنا ہم خیال، ہم مشرب اور ہم ذوق سمجھنا قطعاً درست نہ تھا۔
 اس شعر میں انتہائی خوش اسلوبی سے علم و سہر کی بے وقعتی اور قدر ناشناسی کا اظہار کیا ہے اور یہ طریق اظہار بھی مرزا غالب ہی کا حصہ ہے۔

۱۰۔ لغات۔ علی بہادر : اس سے مراد نواب علی بہادر بن ذوالفقار

بہادر نواب باندہ ہے۔ علی بہادر ۱۸۴۹ء میں مسند نشین ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں مجاہدین آزادی کے ساتھ مل گیا۔ نومبر ۱۸۵۸ء میں ملکہ وکٹوریا کے اعلان عفو عام کی بنا پر اس نے اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انگریزوں نے ریاست چھین لی اور اندور میں نظر بند کر دیا۔ صرف تین سو روپیہ ماہانہ وظیفہ دیتے تھے۔ ۱۸۶۲ء میں انگریزوں کو کچھ خیال آیا اور اسے بمبئی بلا کر دربار میں جگہ دی گئی۔ ۱۸۶۳ء میں وفات پائی۔
 منیر شکوہ آبادی کو نواب علی بہادر سے دلی تعلق تھا۔ اس کی وفات پر جو تاریخ کی، اس میں نواب کی پوری سیرت کا نقشہ پیش کر دیا۔

نواب علی بہادر! اے بحر کرم
 اے قدر شناس و ناز بردار منیر
 یوسف طلعت، شجاع یکتا ہے ہے!!
 اے اہل سخن کے عزت افزا ہے ہے!!
 اے بزم کرم کے مسند آرا ہے ہے!!
 اے صد نشین خلق و اقبال و شکوہ